۸۶واں باب

مکی زندگی کے آخری دور میں نزولِ قرآن

۷۹ مکی زندگی کے آخری دور کی سورتوں کے زمانۂ نزول

۸۵ مکی زندگی کے آخری دور کی سورتوں کی نزولی ترتیب

۸۷ مکی زندگی کے آخری دور کی سورتوں کی ترتیب نزولی پر استدلال

۸۶واں باب

مکی زندگی کے آخری دور میں نزولِ قرآن

یہ باب قرآن کے ایسے طالب علموں کے لیے بہت اہم ہے جو گہرائی میں جا کر قرآن مجید کو اُس کے نزول اور کارِ نبوت ﷺ کے مراحل کے درمیان تعلق کو تحقیقی انداز میں سمجھنا چاہتے ہیں اور جلد سوم کے دو ابواب ۳۴ اور ۳۵ سمجھ سکتے اور اُس پر نقد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، دیگر قارئین اس کو دلچسپ اور عام فہم نہیں پائیں گے، لہٰذا ایسے قارئین کے لیے بہتر یہ ہے کہ کتاب کی پہلی رواں پڑھائی [first reading] میں اس باب کے مطالعے کو نظرانداز [skip] کر دیں، اُن کے لیے پوری کتاب کے یا کافی حصے کے مطالعے کے بعد اگر اس کو دلچسپ محسوس کریں تو اس پر وقت لگانا سود مند ہو گا۔

مکی دورِ نبوت کے آخری دور میں نزول قرآن

سوائے دس آخری مکی سورتوں [الرَّعْد، بَنِیٓ اِسْرَآءِیل، اِبْرٰهِیم، الْحِجْر، الْاَعْرَاف، النَّحْل، یُوْسُف، الْاَنْعَام، الْبَیِّنَة، الْحَجّ] کے قرآن مجید کی باقی تمام ۸۵ مکی سورتیں زیر بحث آچکی ہیں۔ مذکورہ دس سورتیں ہجرتِ مدینہ سے تقریباً دو سال [۲۷ ماہ، یکم محرم ۱۲ نبوی تا ربیع الاوّل ۱۴ نبوی] قبل کے دورانیے میں نازل ہوئی ہیں۔

سورتوں کی مکی مدنی درجہ بندی کی ضرورت، اصولوں اور اطلاقی دلائل پر ۳۴ ویں باب [جلد سوم صفحہ ۴۹ تا ۶۶] میں تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔ اسی طرح مکی زندگی کے تین میں سے پہلے دو ادوار میں سورتوں کے مرحلہ وار نزول کو ۳۵ ویں باب [جلد سوم صفحہ ۶۷ تا ۸۴] میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

دونوں ادوار کی زمانی حدود: دورِ اوّل، ابتدائی چار برسوں اور دورِ متوسط نبوی زندگی کے درمیانی چھ برسوں [یعنی ۵ نبوی تا ۱۰ نبوی] میں جاری رہا، جب کہ آخری دور گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں، تین برسوں پر ۱۴ ویں سال کے ڈھائی ماہ مزید [محرم، صفر اور ربیع الاوّل کا نصف اوّل] پر مشتمل تھا۔ اس دوران کل ۱۲ سورتیں نازل ہوئی ہیں جن میں سے دو یونس اور ھود جلد پنجم میں آچکی ہیں اور اب مکی زندگی کی نزولی تکمیل کے لیے ہمارے سامنے اوپر متذکرہ دس سورتیں ہیں۔ اِن سورتوں کے زمانہ ہائے نزول کو [جیسا

کہ صاحبِ تفہیم القرآن نے بیان کیا ہے] سامنے دیے ہوئے جدول ۸۹-۱ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اس وقت [بارہویں سال کے آغاز پر] نبی ﷺ کو توحید کی آواز بلند کرتے ہوئے ۱۱ سال گزر چکے تھے۔ آپؐ کے مخالفین آپؐ کا راستہ روکنے کے لیے سارے جتن کر چکے تھے۔ مگر ان کی تمام مزاحمتوں کے باوجود آپؐ کی آواز عرب کے گوشے گوشے میں پہنچ گئی تھی۔ عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہ رہا تھا جس میں دو چار آدمی آپؐ کی دعوت سے متاثر نہ ہو چکے ہوں۔ خود مکے میں ایسے مخلص لوگوں کا ایک مختصر جتھا بن چکا تھا جو ہر خطرے کو اس دعوت حق کی کام یابی کے لیے انگیز کرنے کو تیار تھا۔ مدینہ میں اوس اور خزرج کے طاقت ور قبیلوں کی بڑی تعداد آپؐ کی حامی بن چکی تھی۔ اب وہ وقت قریب آ لگا تھا جب آپ کو مکے سے مدینہ کی طرف منتقل ہو جانے اور منتشر مسلمانوں کو سمیٹ کر اسلام کے اصولوں پر ایک ریاست قایم کر دینے کا موقع ملنے والا تھا۔ [تفہیم القرآن]

اس سے قبل کہ ہم یہ متعین کریں کہ اِن دو سالوں کے دوران، اِن دس سورتوں میں سے کون سی پہلے اور کون سی بعد میں نازل ہوئیں [ترتیب نزولی]، یہ اطمینان کر لیں کہ یہ دس سورتیں واقعی دورِ آخر [آخری تین برسوں] ہی میں نازل ہوئی ہیں۔ ہم اِن تمام سورتوں پر سید مودودیؒ کے زمانہ ہائے نزول کو تفہیم القرآن سے نقل کر رہے ہیں، اس کے علاوہ بہ یک نظر دیکھنے کے لیے اگلے صفحے پر دیے ہوئے جدول میں سید مودودیؒ نے اِن کے نزول کے بارے میں گفتگو کر کے جو آخری نتیجہ اخذ کیا ہے اُس کو پیش کر رہے ہیں۔ اس جدول کے اور تفہیم کے متعلقہ پیروں [paras] کے مطالعے کے بعد ایک مختصر گفتگو سے ہم اِن سورتوں کے اسی دور [گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں] میں نازل ہونے پر اپنے اطمینان [جو یقینی اور حتمی ہر گز نہیں ہے] کے استدلال کو پیش کریں گے۔

مکی زندگی کے آخری دور کی سورتوں کے زمانۂ نزول

۸۶ سُوْرَۃُ الرَّعْد: رکوع ۴ اور رکوع ۶ کے مضامین شہادت دیتے ہیں کہ یہ سورۃ بھی اسی دور کی ہے جس میں سورہ یونس، ھود، اور اَعراف نازل ہوئی ہیں، یعنی زمانۂ قیام مکہ کا آخری دور۔ اندازِ بیان سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نبی ﷺ کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے ایک مدت دراز گزر چکی ہے، مخالفین زک دینے اور آپؐ کے مشن کو ناکام کرنے کے لیے طرح طرح کی چالیں چلتے رہے ہیں، مؤمنین بار بار تمنائیں کر رہے ہیں کہ کاش کوئی معجزہ دکھا کر ہی ان لوگوں کو

سال	ترتیب	نام سورۃ	تفہیم القرآن سے زمانۂ نزول پر تکمیلی حکم
۱۱	۸۶	۱۳الرَّعْد	زمانۂ قیامِ مکہ کا آخری دور۔ یہ سورۃ بھی اسی دور کی ہے جس میں سورہ یونس، ہود، اور اعراف نازل ہوئی ہیں۔
۱۲	۸۷	۱۷ابنیٓ اسرآئیل	ہجرت سے ایک سال پہلے، معراج کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔
۱۲	۸۸	۱۴ابرٰھیم	زمانۂ نزول مکّہ کے آخری دور کی سورتوں کا سا ہے۔ سورۂ رعد سے قریب زمانہ ہی کی نازل شدہ معلوم ہوتی ہے۔
۱۲	۸۹	۱۵الحِجر	اس سورۃ کا زمانۂ نزول سورۂ ابراہیم سے متصل ہے۔
۱۳	۹۰	۷الاَعْرَاف	یہ سُورۃ مکّی دَور کے آخری سال میں نازل ہوئی ہوگی۔
۱۳	۹۱	۱۶النَّحل	آیت ۴۱ کے فقرے وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللہِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت ہجرت حبشہ واقع ہو چکی تھی۔
۱۳	۹۲	۱۲یُوسُف	زمانۂ قیام مکہ کے آخری دَور میں نازل ہوئی ہوگی جب کہ قریش کے لوگ اس مسئلے پر غور کر رہے تھے کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قتل کر دیں یا جلاوطن کریں یا قید کردیں۔
۱۴	۹۳	۶الاَنْعَام	یہ سُورۃ مکّی دَور کے آخری سال میں نازل ہوئی ہوگی۔
۱۴	۹۴	۹۸البَیِّنَة	یہ مکی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسے مکی قرار دیتی ہیں۔ ابو حیان صاحب بحر المحیط اور عبد المنعم ابن الفرس صاحب احکام القرآن اس کے مکی ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ مولانا مودودیؒ اس کے مضامین کے اعتبار سے اس بارے میں کوئی رائے نہیں بنا پائے۔
۱۴	۹۵	۲۲الحَجّ	پہلی ۲۴ آیات مکی زندگی کے آخری دور میں ہجرت سے کچھ پہلے نازل ہوئی ہوں گی۔ یہ حصہ آیت ۲۴ (وَھُدُوْٓا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَھُدُوْٓا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ) پر ختم ہوتا ہے۔

راہِ راست پر لایا جائے، اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھا رہا ہے کہ ایمان کی راہ دکھانے کا یہ طریقہ ہمارے ہاں رائج نہیں ہے اور اگر دشمنانِ حق کی رَسّی دراز کی جارہی ہے تو یہ ایسی بات نہیں ہے کہ جس سے تم گھبرا اُٹھو۔ پھر آیت ۳۱ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بار بار کفار کی ہٹ دھرمی کا ایسا مظاہرہ ہو چکا ہے جس کے بعد یہ کہنا بالکل بجا معلوم ہوتا ہے کہ اگر قبروں سے مردے بھی اُٹھ کر آجائیں تو یہ لوگ نہ مانیں گے بلکہ اس واقعے کی بھی کوئی نہ کوئی تاویل کر ڈالیں گے۔ ان سب باتوں سے یہی گمان ہوتا ہے کہ یہ سورہ مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی ہوگی۔

۸۷ سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیل: پہلی ہی آیت اس بات کی نشان دہی کر دیتی ہے کہ یہ سورۃ معراج کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔ معراج کا واقعہ حدیث اور سیرت کی اکثر روایات کے مطابق ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا تھا اس لیے یہ سورۃ بھی انھی سورتوں میں سے ہے جو مکی دور کے آخری زمانے میں نازل ہوئیں۔

۸۸ سُوْرَۃُ اِبْرٰھِیْم: عام اندازِ بیان مکّہ کے آخری دور کی سورتوں کا سا ہے۔ یہ سورۃ، سورۂ رعد سے قریب زمانہ ہی کی نازل شدہ معلوم ہوتی ہے۔ خصوصًا آیت ۱۳ کے الفاظ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِھِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا (انکار کرنے والوں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ یا تو تمھیں ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا ورنہ ہم تمھیں اپنے ملک سے نکال دیں گے) کا صاف اشارہ اس طرف ہے کہ اُس وقت مکہ میں مسلمانوں پر ظلم و ستم انتہا کو پہنچ چکا تھا اور اہلِ مکہ پچھلی کافر قوموں کی طرح اپنے ہاں کے اہلِ ایمان کو خارج البلد کر دینے پر تُل گئے تھے۔ اسی بنا پر ان کو وہ دھمکی سنائی گئی جو اُن کے سے رویّہ پر چلنے والی پچھلی قوموں کو دی گئی تھی کہ لَنُھْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ (ہم ظالموں کو ہلاک کر کے رہیں گے) اور اہلِ ایمان کو وہی تسلی دی گئی جو ان کے پیش رووں کو دی جاتی رہی ہے کہ لَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِھِمْ (ہم ان ظالموں کو ختم کرنے کے بعد تم ہی کو اس سر زمین میں آباد کریں گے)۔

۸۹ سُوْرَۃُ الْحِجْر: مضامین اور انداز بیان سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ اس سورۃ کا زمانۂ نزول سورۂ ابراہیم سے متصل ہے۔ اس کے پس منظر میں دو چیزیں بالکل نمایاں نظر آتی ہیں۔ ایک یہ کہ نبی ﷺ کو دعوت دیتے ایک مُدّت گزر چکی ہے اور مخاطب قوم کی مسلسل ہٹ دھرمی،

استہزا، مزاحمت اور ظلم وستم کی حد ہوگئی ہے، جس کے بعد اب تفہیم کا موقع کم اور تنبیہ کا موقع زیادہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی قوم کے کفر و جحود اور مزاحمت کے پہاڑ توڑتے توڑتے نبی ﷺ تھکے جا رہے ہیں اور دل شکستگی کی کیفیت بار بار آپؐ پر طاری ہو رہی ہے، جسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ آپ کو تسلی دے رہا ہے اور آپؐ کی ہمت بندھا رہا ہے۔

۹۰ سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف: اس کے مضامین پر غور کرنے سے بیّن طور پر محسوس ہوتا ہے کہ اس کا زمانۂ نزول تقریباً وہی ہے جو سورہ انعام کا ہے۔ یہ بات تو یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ یہ پہلے نازل ہوئی ہے یا وہ۔ مگر اندازِ تقریر سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ہے یہ اُسی دَور سے متعلق ہے۔

۹۱ سُوۡرَۃُ النَّحۡل: متعدد اندرونی شہادتوں سے اس کے زمانۂ نزول پر روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً:

آیت ۴۱ کے فقرے وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت ہجرتِ حبشہ واقع ہو چکی تھی۔

آیت ۱۰۶ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ظلم وستم پوری شدت کے ساتھ ہو رہا تھا اور یہ سوال پیدا ہو گیا تھا کہ اگر کوئی شخص ناقابل برداشت اذیّت سے مجبور ہو کر کلمۂ کفر کہہ بیٹھے تو اس کا کیا حکم ہے۔

آیات ۱۱۲ — ۱۱۴ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً ۔۔۔۔۔۔ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ کا صاف اشارہ اس طرف ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت کے بعد مکّہ میں جو زبردست قحط رُونما ہوا تھا وہ اِس سورۃ کے نزول کے وقت ختم ہو چکا تھا۔

اِس سورۃ میں ۱۱۵ ویں آیت ایسی ہے جس کا حوالہ سورۂ اَنعام آیت ۱۱۹ میں دیا گیا ہے، اور ۱۱۸ ویں آیت ایسی ہے جس میں سورۂ اَنعام کی آیت ۱۴۶ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان دونوں سورتوں کا نزول قریب العہد ہے۔

ان شہادتوں سے پتا چلتا ہے کہ اس سورۃ کا زمانۂ نزول بھی مکّے کا آخری دَور ہی ہے، اور اسی کی تائید سورۃ کے عام اندازِ بیان سے بھی ہوتی ہے۔

۹۲ سُوۡرَۃُ یُوۡسُف: اس سورۃ کے مضمون سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ بھی زمانۂ قیامِ مکہ کے

آخری دَور میں نازل ہوئی ہوگی جب کہ قریش کے لوگ اس مسئلے پر غور کررہے تھے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قتل کردیں یا جلا وطن کریں یا قید کردیں۔ اُس زمانہ میں بعض کفارِ مکہ نے (غالباً یہودیوں کے اشارے پر) نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا امتحان لینے کے لیے آپ سے سوال کیا کہ بنی اسرائیل کے مصر جانے کا کیا سبب ہوا۔ چوں کہ اہل عرب اس قصہ سے ناواقف تھے، اس کا نام ونشان تک ان کے ہاں کی روایات میں نہ پایا جاتا تھا، اور خود نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبان سے بھی اس سے پہلے کبھی اس کا ذکر نہ سنا گیا تھا، اس لیے انھیں توقع تھی کہ آپؐ یا تو اس کا مفصل جواب نہ دے سکیں گے، یا اِس وقت ٹال مٹول کرنے کے بعد کسی یہودی سے پوچھنے کی کوشش کریں گے، اور اس طرح آپؐ کا بھرم کھل جائے گا۔ لیکن اس امتحان میں انھیں اُلٹی منہ کی کھانی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں کیا کہ فوراً اُسی وقت یوسف علیہ السلام کا یہ پورا قصہ آپؐ کی زبان پر جاری کر دیا، بلکہ مزید برآں اس قصے کو قریش کے اُس معاملے پر چسپاں بھی کر دیا جو وہ برادران یوسف کی طرح آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ کر رہے تھے۔

۹۳ سُوْرَۃُ الْاَنْعَام: اِبنِ عباسؓ کی روایت ہے کہ پُوری سُورہ مکہ میں بیک وقت نازل ہوئی تھی۔ حضرت مُعاذ بن جَبَل کی چچازاد بہن اَسماءؓ بنت یزید کہتی ہیں کہ ''جب یہ سُورۃ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل ہو رہی تھی اس وقت آپ اُونٹنی پر سوار تھے، میں اس کی نکیل پکڑے ہوئے تھی اور بوجھ کے مارے اونٹنی کا یہ حال ہو رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ہڈیاں اب ٹوٹ جائیں گی''۔ روایات میں اس کی بھی تصریح ہے کہ جس رات یہ نازل ہوئی اسی رات کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے قلم بند کرا دیا۔

اس کے مضامین پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سُورۃ مکّی دَور کے آخری زمانے میں نازل ہوئی ہو گی۔ حضرت اَسماءؓ بنت یزید کی روایت بھی اسی کی تصدیق کرتی ہے۔ کیوں کہ موصوفہ انصار میں سے تھیں اور ہجرت کے بعد ایمان لائیں، اگر قبولِ اسلام سے پہلے محض بربنائے عقیدت وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں مکّہ حاضر ہوئی ہوں گی تو یقیناً یہ حاضری آپ کی مکّی زندگی کے آخری سال ہی میں ہوئی ہو گی۔ اس سے پہلے اہلِ یثرب کے ساتھ آپؐ کے تعلقات اتنے بڑھے ہی نہ تھے کہ وہاں سے کسی عورت کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ممکن ہوتا۔

۹۴ سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃ: اس کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جمہور

کے نزدیک یہ مکی ہے اور بعض دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک مدنی ہے۔ ابن الزبیر اور عطاء بن یسار کا قول ہے کہ یہ مدنی ہے۔ ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہما کے دو قول منقول ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مکی ہے اور دوسرا یہ کہ مدنی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسے مکی قرار دیتی ہیں۔ ابو حیان صاحب بحر المحیط اور عبد المنعم ابن الفرس صاحب احکام القرآن اس کے مکی ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ جہاں تک اس کے مضمون کا تعلق ہے، اس میں کوئی علامت ایسی نہیں پائی جاتی جو اس کے مکی یا مدنی ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہو۔

۹۵ سُوْرَۃُ الْحَجّ: اس سورۃ میں مکی اور مدنی سورتوں کی خصوصیات ملی جلی پائی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے مفسرین میں اس امر پر اختلاف ہوا ہے کہ یہ مکی ہے کہ مدنی۔ لیکن ہمارے نزدیک اس کے مضامین اور انداز بیان کا یہ رنگ اس وجہ سے ہے کہ اس کا ایک حصہ مکی دور کے آخر میں اور دوسرا حصہ مدنی دور کے آغاز میں نازل ہوا ہے۔ اس لیے دونوں ادوار کی خصوصیات اس میں جمع ہو گئی ہیں۔ ابتدائی حصے کا مضمون اور انداز بیان صاف بتاتا ہے کہ یہ مکہ میں نازل ہوا ہے اور اغلب یہ ہے کہ مکی زندگی کے آخری دور میں ہجرت سے کچھ پہلے نازل ہوا ہو۔ یہ حصہ آیت ۲۴ (وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ) پر ختم ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تفہیم سے تمام زیرِ غور سورتوں کے زمانہ ہائے نزول کا اعادہ اوپر کی سطور میں مکمل ہو گیا اِن دس سورتوں میں سے چھ [الرَّعْد، اِبْرٰهِيْم، بَنِیْٓ اِسْرَآئِیل، يُوْسُف، الْاَنْعَام، الْحَجّ (ابتدائی حصہ)] کے بارے میں سیّد مودودیؒ دلائل کے ساتھ بڑی وضاحت سے لکھتے ہیں کہ یہ آخری دور کی سورتیں ہیں، باقی چار میں سے دو الْاَعْرَاف اور النَّحْل کے بارے میں تحریر ہے کہ یہ آگے یا پیچھے اُسی دور میں نازل ہوئی ہوں گی جب سُوْرَۃُ الْاَنْعَام نازل ہوئی، یوں یہ بھی آخری دو سالوں میں جگہ پاتی ہیں، اپنی طوالت اور اندازِ بیان سے بھی یہی مناسب مقام ہے۔ سُوْرَۃُ الْحِجْر کے بارے میں کہنا یہ ہے کہ اس سورۃ کا زمانۂ نزول سُوْرَۃُ اِبْرٰهِيْم سے متصل ہے، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سُوْرَۃُ اِبْرٰهِيْم آخری دور کی ہے تو یقیناً سُوْرَۃُ الْحِجْر بھی یہیں جگہ پائے گی، مضامین بھی یہی شہادت دیتے ہیں۔ یہاں ایک بات کا ضرور تذکرہ ہونا چاہیے کہ بعض مصاحف میں سُوْرَۃُ الرَّعْد کو مدنی لکھا ہوا ہے۔

اب صرف سُوْرَۃُ الْبَیِّنَة کا دورِ نزول طے کرنا باقی رہ گیا ہے، اس سورہ کا مکی یا مدنی ہونے کا معاملہ مفسرین کے درمیان مختلف فیہ ہے[دیکھیے جلد سوم صفحہ ۵۶]۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مفسرین کے ایک گروہ کی رائے ہے کہ یہ مکی ہے۔ اپنے مضمون کے اعتبار سے جیسا کہ صاحبِ تفہیم القرآن نے لکھا بالکل بجا معلوم ہوتا ہے کہ: اس میں کوئی علامت ایسی نہیں پائی جاتی جو اس کے مکی یا مدنی ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہو۔ تاہم اس کا انداز، لہجہ اور طوالت اس پر شہادت دیتے ہیں کہ یہ مکی سورہ ہے۔ فراہیؒ حلقے کے لوگوں کی یہ رائے بھی وزنی ہے کہ یہ مکہ میں ہجرت سے کچھ قبل مرحلۂ اتمامِ حجت میں نازل ہوئی ہے۔

اس کتاب میں سُوْرَۃُ الْبَیِّنَة اور سُوْرَۃُ الْحَجّ [ابتدائی آیات] کو مکی زندگی کی آخری دو تنزیلات کے طور پر رکھا گیا ہے، یہ مکی اور مدنی دونوں حلقوں کے درمیان ایک درمیانی حلقہ [buffer] بھی ہو سکتی ہیں اور اگر کوئی اصرار کرے تو اِسے مکی تنزیلات کی آخری دو تسلیم کرنے کے بجائے اسے دوسرے [مدنی] حلقے کی ابتدائی تنزیلات بھی مان سکتا ہے۔

اب جب کہ ہم آخری دور یعنی آخری تین برسوں میں [inter the period] نازل ہونے والے تمام اجزائے قرآنی کو اپنی بساط اور فہم بھر متعین کر چکے ہیں، اس وقفے کے دوران [intra period] اِن کے مقدم اور موخر کرنے کا یعنی اس عرصے کے دوران نزولی ترتیب دینے کا کام آیندہ سطور میں انجام دیا گیا ہے۔

مکی زندگی کے آخری دور کی سورتوں کی نزولی ترتیب

آخری دور کی اِن دس سورتوں میں سے کچھ سورتوں کے زمانۂ نزول کے بارے ہمیں مضبوط شواہد مہیا ہیں اور کچھ کے بارے میں نسبتاً کم، اگر ہم مضبوط شواہد والی سورتوں کا مقام پہلے طے کر لیں تو باقی چند کا طے کرنا آسان ہو جائے گا۔ سُوْرَۃُ الرَّعْد کا مضمون سُوْرَۃُ یونس اور سُوْرَۃُ هود سے مشابہ ہے، اس لیے اِسے بالکل آغاز میں رکھا جا سکتا ہے۔ [پچھلی بحث ہم نے سُوْرَۃُ هود پر ختم کی تھی] سُوْرَۃُ اِبْرٰهِيْم، سُوْرَۃُ الرَّعْد سے بہت قریب ہے اور اُس کے متصل معلوم ہوتی ہے، چناں چہ سُوْرَۃُ اِبْرٰهِيْم، سُوْرَۃُ الرَّعْد کے بعد اور جیسا کہ سُوْرَۃُ الْحِجْر، سُوْرَۃُ اِبْرٰهِيْم سے متصل ہے تو سُوْرَۃُ الْحِجْر، سُوْرَۃُ اِبْرٰهِيْم

کے بعد رکھی جاسکتی ہے۔ یوں اِن تین سورتوں کی ترتیب یہ بنی کہ پہلے سُوْرَۃُ الرَّعْد پھر سُوْرَۃُ الْحِجْر اور آخری سُوْرَۃُ اِبْرٰھِیْم۔ یہاں بارہواں سال قریب الختم ہے؛ رمضان المبارک ہے، جس میں آپ کو معراج کی سعادت عطا کی گئی۔ شوال کے بعد حج کا موسم آگیا، بیعتِ عقبہ اولیٰ ہوئی اور اب تیرھواں برس شروع ہو رہا ہے، یہاں معراج کو بیان کرنے والی سورت، سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل بہت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ سورہ سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃ اور سُوْرَۃُ الْحَجّ کے بارے میں ہم اوپر کی سطور میں بتا چکے ہیں کہ اِن کو بالکل آخر میں رکھا جاسکتا ہے، یوں یہ بالکل ہجرت سے قبل محرّم اور صفر سنہ ۱۴ نبوی میں آئیں گی۔

اَواخر صفر میں سرورِ عالم ﷺ مکے کو الوداع کہہ کر ربیع الاوّل میں یثرب پہنچ جائیں گے، یوں دور افتادہ بستی مدینۃ النّبی میں تبدیل ہو جائے گی.......... اور اب تا قیامت کوئی مکی سورۃ نازل نہیں ہوگی! مگر ابھی چار سورتوں؛ سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف، سُوْرَۃُ النَّحْل سُوْرَۃُ الْاَنْعَام اور سُوْرَۃُ یُوْسُف کا بر محل تعین باقی ہے۔ سُوْرَۃُ الْاَنْعَام کے بارے میں مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کی چچازاد بہن اَسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید کہتی ہیں کہ جب یہ سُورۃ نبی ﷺ پر نازل ہو رہی تھی اس وقت آپ اُونٹنی پر سوار تھے، میں اس کی نکیل پکڑے ہوئے تھی۔ آپ چوں کہ ہجرت کے بعد مدینہ میں ایمان لائی ہیں اس لیے جیسا کہ صاحبِ تفہیم نے کہا کہ یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ آپ مکہ تشریف لائی ہوں اور بر بنائے عقیدت آپ نے مہار پکڑی ہو اور یہ سورۃ اُس وقت نازل ہوئی ہو، ظاہر ہے کہ یہ صورتِ حال بیعت عقبہ ثانیہ سے پہلے ممکن نہ رہی ہوگی، بیعت عقبہ ثانیہ اور ہجرت میں صرف تین ماہ کا فرق ہے لہٰذا اس کو خطاب آخریں یعنی آخری دو [سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃ اور سُوْرَۃُ الْحَجّ] سے قبل رکھنا مناسب ہے۔ سُوْرَۃُ یُوْسُف میں قریش کو یاد دلایا گیا کہ تمھاری مانند برادران یوسف بھی اپنے بھائی کو جلاوطن یا قتل کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے، اور وہ ایک دن شاہِ مصر بن کر اُن کے سامنے تھا اور وہ جھکے کھڑے تھے۔ ظاہر ہے قریش کے درمیان یہ سوچ بالکل آخری دور میں پیدا ہوئی تھی لہٰذا اس انداز سے قریش کو جھنجوڑنے والی سورۃ کا مقام سُوْرَۃُ الْاَنْعَام سے پہلے رکھا جاسکتا ہے، اب باقی رہ گئیں صرف دو سورتیں: سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف اور سُوْرَۃُ النَّحْل، دونوں ہی اپنے مضامین اور حوالوں میں متعدد اعتبارات سے سُوْرَۃُ الْاَنْعَام سے مماثلت رکھتی ہیں اور ایک ہی زمانے میں نازل شدہ معلوم ہوتی ہیں۔ چناں چہ یہ دونوں صرف سُوْرَۃُ یُوْسُف کے فاصلے سے سُوْرَۃُ الْاَنْعَام سے مقدم ہیں۔

نیچے دیے گئے جدول کی مدد سے مکی زندگی کے آخری دور کی سورتوں کی ترتیب نزولی پر استدلال کو بہ یک نظر دیکھ کے اوپر کی بحث کو بہ آسانی مستحضر کیا جا سکتا ہے۔

مکی زندگی کے آخری دور کی سورتوں کی ترتیب نزولی پر استدلال

ترتیب پر استدلال	نام سورۃ	زمانۂ نزول
یونس اور ھود کے بعد اس گروپ میں اس کی جگہ اس سال میں سب سے اوپر ہی بنتی ہے	۱۳سُوْرَۃُ الرَّعْد	زمانۂ قیامِ مکہ کا آخری دور۔ یہ سورۃ بھی اسی دور کی ہے جس میں سورہ یونس، ھود، اور اعراف نازل ہوئی ہیں
ہجرت سے ایک سال قبل، یہ مناسب جگہ ہے	۱۷سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل	ہجرت سے ایک سال پہلے، معراج کے موقع پر نازل ہوئی ہے
چوں کہ رعد کے بعد ہے اور ہم بنی اسرائیل کو اوپر رکھ چکے ہیں اس لیے یہ رعد کے بعد یہاں ہے	۱۴سُوْرَۃُ اِبْرٰهِیْم	اس سورۃ کا انداز مکہ کے آخری دور کی سورتوں کا سا ہے۔ سورۂ رعد سے قریب زمانہ ہی کی نازل شدہ معلوم ہوتی ہے۔
سورہ ابراھیم سے متصل	۱۵سُوْرَۃُ الْحِجْر	اس سورۃ کا زمانۂ نزول سورۂ ابراہیم سے متصل ہے۔
	۷سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف	یہ مکّی دَور کے آخری سال میں نازل ہوئی ہو گی
یہ سورۃ، سورہ انعام سے ملتی جلتی ہے سورہ انعام جس دور میں نازل ہوئی یہ بھی اُسی دور کی ہے۔ آخری سال کے آغاز کے قرب میں اس کو رکھنا مناسب ہے	۱۶سُوْرَۃُ النَّحْل	آیت ۴۱ کے فقرے وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت ہجرتِ حبشہ واقع ہو چکی

زمانۂ قیام مکہ کے آخری دَور میں نازل ہوئی ہو گی جب کہ قریش کے لوگ اس مسئلے پر غور کر رہے تھے کہ نبی ﷺ کو قتل کر دیں یا جلا وطن کریں یا قید کر دیں۔	۱۲سُورَۃُیُوسُف	آخری مکالمے کے ساتھ گفتگو کا اختتام ہے، اس لحاظ سے آخری سال میں لیکن تفہیم اور غور کے لیے موقع ملنا چاہیے، جوابات یہود تک بھی جانے چاہئیں۔ اس کو آخری سال کے آغاز میں رکھا ہے
یہ سُورۃ مکّی دَور کے آخری سال میں نازل ہوئی ہو گی	۶سُورَۃُالْاَنْعَام	مدینہ کی خاتون مُعاذ بن جَبَل کی چچازاد بہن اَسماء بنت یزید آپ کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئی تھیں جب کہ ایمان نہیں لائی تھیں، لٰہذا یقیناً یہ بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد کی ہے
یہ مکی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسے مکی قرار دیتی ہیں۔ ابو حیان صاحب بحر المحیط اور عبد المنعم ابن الفرس صاحب احکام القرآن اس کے مکی ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ سیّد مودودیؒ اس کے مضامین کے اعتبار سے اس بارے میں کوئی رائے نہیں بنا پائے۔	۹۸سُورَۃُالْبَیِّنَۃ	یہ مکی ہی ہے سید مودودیؒ اس بارے میں رائے نہ بنا پائے۔ بالکل آخری محسوس ہوتی ہے تاہم سُورَۃُالْحَجّ پر اس کو مقدم کیا ہے
پہلی ۲۴ آیات مکی زندگی کے آخری دور میں ہجرت سے کچھ پہلے نازل ہوئی ہوں گی۔ یہ حصہ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ پر ختم ہوتا ہے۔	۲۲سُورَۃُالْحَجّ	اس گروپ میں اس کو ظاہر ہے سب سے آخر میں ہی ہونا چاہیے

☆☆☆☆☆